بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ + عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

روزنامہ

الفضل

ربوہ

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

فون ۴۴۹

جلد ۷۳/۳۸ | بدھ ۸ ذوالحجہ ۱۴۰۴ھ ہجری | ۵ تبوک ۱۳۶۳ ہش | ۵ ستمبر ۱۹۸۴ء | نمبر ۲۰۵

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود مہدی معہود بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

عید الاضحیٰ کی قربانیوں میں عقلمندوں کیلئے بھید پوشیدہ رکھے گئے ہیں

حقیقی عابد وہ ہے جو اپنے نفس کو اپنے ربّ کی رضاجوئی کے لیے ذبح کر ڈالے

نجات اسی میں ہے کہ خدا تعالیٰ کو اپنا مونس اور آرام جان قرار دیا جائے تا نفس غفلت کی موت سے نجات پاوے

"اے خدا کے بندو! اپنے اس دن میں کہ جو بقرعید کا دن ہے غور کرو اور سوچو کیونکہ ان قربانیوں میں عقلمندوں کے لئے بھید پوشیدہ رکھے گئے ہیں۔ اور آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ اس دن بہت سے جانور ذبح کئے جاتے ہیں اور کئی گلے اونٹوں کے اور کئی گلے گائیوں کے ذبح کرتے ہیں اور کئی ریوڑ بکریوں کے قربان کرتے ہیں اور یہ سب کچھ خدا تعالیٰ کی رضاجوئی کے لئے کیا جاتا ہے..... اور میرا گمان ہے کہ یہ قربانیاں جو ہماری اس روشن شریعت میں ہوتی ہیں احاطۂ شمار سے باہر ہیں۔ اور ان کو ان قربانیوں پر سبقت ہے کہ جو نبیوں کی پہلی امتوں کے لوگ کیا کرتے تھے اور قربانیوں کی کثرت اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ ان کے خونوں سے زمین کا منہ چھپ گیا ہے۔ یہاں تک کہ اگر ان کے خون جمع کئے جائیں اور ان کے جاری کرنے کا ارادہ کیا جائے تو البتہ ان سے نہریں جاری ہو جائیں اور دریا بہہ نکلیں اور زمین کے تمام نشیبوں اور وادیوں میں خون رواں ہونے لگے.....

حقیقی پرستار اور سچا عابد وہی شخص ہے جس نے اپنے نفس کو مع اس کی تمام قوتوں اور مع اس کے ان محبوبوں کے جن کی طرف اس کا دل کھینچا گیا ہے اپنے ربّ کی رضاجوئی کے لئے ذبح کر ڈالا ہے اور خواہش نفسانی کو ذبح کیا۔ یہاں تک کہ تمام خواہشیں پارہ پارہ ہو کر گر پڑیں اور نابود ہو گئیں اور وہ خود بھی گداز ہو گیا اور اس کے وجود کا کچھ نمود نہ رہا اور چھپ گیا اور فنا کی تند ہوائیں اس پر چلیں اس کے وجود کے ذرات کو اس ہوا کے سخت دھکے اڑا کر لے گئے..... وہ عبادت جو آخرت کے خسارہ سے نجات دیتی ہے وہ اس نفس امّارہ کا ذبح کرنا ہے کہ جو برے کاموں کے لئے زیادہ سے زیادہ جوش رکھتا ہے اور ایسا حاکم ہے کہ ہر وقت بدی کا حکم دیتا رہتا ہے۔ پس نجات اس میں ہے کہ اس برا حکم دینے والے کو انقطاع الی اللہ کے کاروں سے ذبح کر دیا جائے اور خلقت سے قطع تعلق کر کے خدا تعالیٰ کو اپنا مونس اور آرام جان قرار دیا جائے اور اس کے ساتھ انواع و اقسام کی تلخیوں کی برداشت بھی کی جائے تا نفس غفلت کی موت سے نجات پاوے۔ ..... یہی کامل اطاعت کی حقیقت ہے۔"

("خطبہ الہامیہ" صفحہ ۳۱ تا ۳۴)

اخبارِ احمدیہ

ربوہ: ۴ ستمبر/ تبوک/ حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کے بارے میں آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ:-

"عام طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر ہے تاہم کمزوری بہت ہے"

"احباب خاص توجہ اور التزام کے ساتھ دعائیں کرتے رہیں کہ مولیٰ کریم اپنے فضل سے حضرت سیدہ ممدوحہ کو صحتِ کاملہ و عاجلہ سے نوازے اور برکتوں سے معمور طویل زندگی عطا فرمائے آمین

● امریکہ کے مربی انچارج مکرم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب نے امریکہ میں احمدیہ کنونشن (منعقدہ میڈسن) کے موقع پر ۴ اگست ۱۹۸۴ء کو مکرم ڈاکٹر محمد ادریس صاحب منیر ابن مکرم محمد اسماعیل صاحب منیر واقفِ زندگی (سابق مربی سری لنکا ماریشس، مشرقی و مغربی افریقہ) کے نکاح بہمراہ عزیزہ ثمر جنجوعہ صاحبہ بنت مکرم محمد برکات الٰہی صاحب جنجوعہ امیر جماعت احمدیہ مانٹریال (کینیڈا) بعوض دس ہزار ڈالر حق مہر کا اعلان فرمایا۔ مکرم ڈاکٹر محمد ادریس صاحب منیر ان خوش قسمت احمدی نوجوانوں میں سے ہیں جن کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے ۱۹۸۰ء میں اعلیٰ تعلیم کے لئے گلاسگو یونیورسٹی برطانیہ میں بھجوایا۔

مکرم ڈاکٹر محمد ادریس احمد صاحب منیر گلاسگو یونیورسٹی سے بائیو کیمسٹری میں پی۔ ایچ ڈی مکمل کر کے ٹیکساس میڈیکل سنٹر ہیوسٹن (امریکہ) میں ریسرچ فیلو شپ کر رہے ہیں۔ دوست دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو دونوں احمدی خاندانوں کے لئے بابرکت فرمائے اور یہ نئی نسلیں احمدیت کی سچی خادم بن کر دنیا میں روشن ہوں۔ آمین!

● خاکسار کے دائیں پاؤں میں گرنے کے باعث فریکچر ہو گیا تھا۔ مکرم صاحبزادہ مرزا مبشر احمد صاحب علاج کر رہے ہیں احباب کرام سے کامل اور جلد صحتیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(شبیر احمد۔ وکیل المال اوّل تحریک جدید)

اعلانِ تعطیل

مورخہ ۶ ستمبر بروز جمعرات "یوم دفاع پاکستان" کے سلسلے میں اور مورخہ ۸ ستمبر بروز ہفتہ عید الاضحیہ کے سلسلہ میں ادارہ "الفضل" کے دفاتر بند رہیں گے لہٰذا ۶ ستمبر اور ۸ ستمبر کے پرچے شائع نہیں ہوں گے۔ قارئین کرام اور ایجنٹ حضرات مطلع رہیں۔

(منیجر الفضل ربوہ)

پبلشر: مسعود احمد، طابع: سید عبد الحی، مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ، مقام اشاعت: دفتر روزنامہ الفضل۔ دار الرحمت غربی ربوہ۔ قیمت ۵۵ پیسے

روزنامہ الفضل ربوہ
Digitized by Khilafat Library Rabwah
۸ ذوالحجہ ۱۴۰۴ھ
۵ تبوک ۱۳۶۳ ہش

عیدالاضحیہ سے حاصل ہونیوالا عظیم سبق

ہم ۱۰ ذوالحجہ ۱۴۰۴ھ مطابق ۷ ستمبر ۱۹۸۴ء بروز جمعۃ المبارک عیدالاضحیہ منا رہے ہیں۔ یہ عید ہر سال اسی تاریخ کو اس عظیم قربانی کی یاد میں منائی جاتی ہے جو آج سے ۴ ہزار سال قبل اللہ تعالیٰ کی توحید کے قیام اور دین حق کی سربلندی کی خاطر حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت ہاجرہ علیہا السلام اور ان کے فرزند حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے دی اور اس طرح بنی نوع انسان کی آئندہ نسلوں کے لئے ایک نمونہ قائم کر کے اس حقیقت کو آشکار کیا کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کی توحید کے قیام اور دین حق کی سربلندی کے لئے ضروری ہے کہ ہر عمر اور ہر طبقہ کے لوگ کیا مرد کیا عورتیں اور کیا بچے سب قربانیاں پیش کریں اور اس وقت تک کرتے چلے جائیں جب تک کہ زمین اپنے رب کے نور سے نہ چمک اٹھے۔

اس مقدس کنبہ نے مکہ کی بے آب وگیاہ وادی اور لق ودق ویرانے کو خدائے واحد کے پہلے گھر کی از سر نو تعمیر اور مرکز توحید کے دائمی قیام کی خاطر آباد کرنے میں جو عظیم قربانیاں دیں وہ دو عظیم الشان سبق ہمیں دیتی ہیں۔ ایک سبق تو یہ ہے کہ جب دین کی سربلندی کی خاطر خدا تعالیٰ کی طرف سے قربانیوں کا مطالبہ کیا جائے تو پھر خدائی جماعت کے افراد کا یہ فرض ہے کہ وہ بخل سے کام نہ لیں: قربانی کتنی بڑی کیوں نہ ہو اور بظاہر ان کی طاقت سے کتنی ہی بالا کیوں نہ نظر آئے انہیں پیچھے قدم نہیں ہٹانا چاہیئے بلکہ لبیک کہتے ہوئے فوراً آگے آنا چاہیئے۔ وہ خدا جو بظاہر طاقت سے بالا قربانیوں کا مطالبہ کرتا ہے وہ قربانیوں کے مطابق ان کی طاقت اور ہمت میں اضافہ بھی کر سکتا ہے اور ضرور کرتا ہے۔ دوسرا سبق یہ ہے کہ جو لوگ خدائی آواز پر لبیک کہتے ہوئے مطلوبہ قربانیاں پیش کر دکھاتے ہیں خدا انہیں کبھی ضائع نہیں ہونے دیتا۔ خدا تعالیٰ خود ان کی حفاظت کرتا ہے، انہیں ہر قسم کی مشکلات اور مصائب سے نجات دیتا ہے اور انتہائی مخالف اور نامساعد حالات میں بھی انہیں ان کے مقصد میں (جو ان کا اپنا ہی مقصد ہوتا ہے) معجزانہ طور پر کامیاب کر دکھاتا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام خدائی حکم کی تعمیل میں اپنی بیوی حضرت ہاجرہ اور فرزند حضرت اسمٰعیلؑ کو جو ابھی چھوٹے بچے ہی تھے مکہ کی بے آب وگیاہ وادی میں جو بالکل غیر آباد، لق ودق اور ویران تھی اکیلا چھوڑ آئے۔ یہ قربانی ایک بہت ہی عظیم الشان مقصد کے لئے دی گئی تھی۔ وہ مقصد تھا بیت اللہ کی از سر نو تعمیر اور دائمی مرکز توحید کا قیام۔ خدا تعالیٰ نے اس ویرانے میں زندہ رہنے کا کوئی سامان موجود نہ ہونے کے باوجود انہیں ضائع نہیں ہونے دیا۔ اس نے خود ان کی حفاظت کی اور اس ویرانے میں زندہ رہنے کے سامان خود معجزانہ طور پر مہیا کئے۔ بیت اللہ از سر نو تعمیر ہوا اور دائمی مرکز توحید کا قیام بھی اسی مقدس کنبہ کے ذریعہ عمل میں آیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے انہی کی نسل سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جیسا عظیم الشان نبی مبعوث کر کے (جنہیں اولین وآخرین پر فضیلت بخشی گئی ہے) حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل علیہما السلام کی قربانی کو اور بھی زیادہ شان کے ساتھ از سر نو زندہ کر دکھایا۔ اس نے آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اس مرکز توحید کو اقوام عالم کا مرجع بنا کر روئے زمین کے تمام انسانوں کو توحید کی طرف کھینچنے اور دین واحد پر جمع کرنے کا سامان کیا۔

حضرت ابراہیمؑ حضرت ہاجرہؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ کی یہی وہ عظیم الشان قربانی تھی جسے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تصویری زبان میں پہلے ہی ایک خواب کے ذریعہ دکھا دیا تھا جس میں آپ نے دیکھا کہ آپ اپنے لخت جگر حضرت اسمٰعیلؑ کو خدا کی راہ میں ذبح کر رہے ہیں۔ آپ اس خواب کو ظاہری طور پر پورا کرنے کے لئے تیار ہو گئے اور حضرت اسمٰعیلؑ نے بھی سر تسلیم خم کرتے ہوئے اپنی گردن رکھ دی۔ لیکن خدا تعالیٰ نے آپ کو اس بے مقصد قربانی سے روک کر آپ پر واضح کیا کہ یہ قربانی اس امر کی متقاضی ہے کہ اپنی بیوی اور لخت جگر کو مکہ کی وادی غیر ذی زرع میں تنہا چھوڑ کر ان کی زندگیوں کو دین کی سربلندی کے لئے وقف کر دو۔ اس قربانی کی یاد میں ہم عیدالاضحیہ کے روز بکرے وغیرہ کی قربانی دیتے ہیں۔ اس طرح ہم بکرے کی گردن پر چھری پھیر کر خدا تعالیٰ کے حضور یہ عہد کرتے ہیں کہ ہم بھی دین حق کی سربلندی کی خاطر حضرت ابراہیمؑ کے مقدس کنبہ کی طرح اپنے نفس قربان کرنے اور اس راہ میں ہر مشکل اور مصیبت کو بطیب خاطر برداشت کرنے کے لئے ہر دم اور ہر آن تیار رہیں گے۔

آج خدا تعالیٰ نے اس کے ذکر کو بلند کرنے اور اس کے نام کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے لئے ہمیں منتخب کیا ہے اور نوع انسانی کو دین واحد پر جمع کرنے کی ذمہ داری ہمارے کندھوں پر ڈالی ہے۔ اس میں شک نہیں آج دنیا کے وہ لوگ جن کی زندگی کے لئے ہم کوشاں ہیں وہ نہ صرف یہ کہ ہم سے آب حیات لینے کے لئے تیار نہیں بلکہ ہماری ہستی کو ہی کالعدم کر دینا چاہتے ہیں۔ مصائب کے لق ودق صحرا اور مشکلات کے پہاڑ ہماری راہ میں حائل ہیں۔ ان صحراؤں کو عبور کرنے اور ان پہاڑوں کو سر کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنے اندر ابراہیمی صفات پیدا کریں تا خدا تعالیٰ اسی طرح ہمیں بھی اپنی معجزانہ تائید ونصرت سے نوازتا چلا جائے اور بالآخر نوع انسانی ہمارے ذریعہ دین واحد پر آ جمع ہو۔ عیدالاضحیہ ہر سال ہمیں یہ سبق دینے آتی ہے کہ ہم اپنے اندر ابراہیمی صفات پیدا کریں۔ جان لیوا قربانیوں سے بھی نہ ہچکچائیں اور اس بات پر پختہ یقین رکھیں کہ خدا ہمیں ضائع نہیں ہونے دے گا اور غلبہ حق کے مقصد میں ہمیں کامیاب کر دکھائے گا۔ عیدالاضحیہ کا یہی وہ سبق ہے جو سیدنا حضرت مصلح موعود نور اللہ مرقدہٗ نے ہمیں بار بار یاد دلایا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

"اے دوستو! جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانی کے واقعہ کو سنتے اور اس کی یاد میں بکرا یا گائے یا دنبہ ذبح کرتے ہو تمہیں یاد رہے کہ بکرے یا گائے کی قربانی کرنا آسان ہے مگر اپنی جان، اپنے مال، اپنے آرام اور اپنی آسائش کی قربانی کرنا مشکل ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے بکرا ذبح نہیں کیا تھا بلکہ انہوں نے اپنی بیوی اور بچے کو قربان کر دیا تھا۔ اگر تم واقعہ میں حضرت ابراہیمؑ کی یاد تازہ کرتے ہوئے عیدالاضحیہ میں حصہ لینا چاہتے ہو، اگر تم یہ آرزو رکھتے ہو کہ آئندہ جب دنیا میں عیدالاضحیہ منائی جائیں تو گو دنیا اسے حضرت ابراہیمؑ کی قربانی کی یاد میں منائے مگر خدا تعالیٰ کے رجسٹر میں تمہارا نام بھی ہو اور آسمان پر تمہاری قربانیوں کی یادگار میں بھی عیدالاضحیہ منائی جائے تو تمہیں ابراہیمی صفات اپنے اندر پیدا کرنی چاہئیں۔"

(الفضل ۱۵ مارچ ۱۹۳۸ء)

آخر میں ہم اپنی ان معروضات کو اس دعا پر ختم کرتے ہیں جو حضرت مصلح موعود نے اس تعلق میں اللہ تعالیٰ کے حضور کی۔ آپ بارگاہ الٰہی میں عرض کرتے ہیں:۔

"خدا تعالیٰ مجھے بھی اور آپ لوگوں کو بھی اس امر کی توفیق عطا فرمائے کہ ہم ہر قسم کی قربانیوں میں دلی شوق سے حصہ لینے والے ہوں۔ ہمارے قلوب ہر قسم کے زنگ سے پاک ہوں اور کلی اعتماد اور پورے شوق کے ساتھ ہم جانی اور مالی قربانی اس کے حضور پیش کرنے کے لئے تیار ہوں اور پھر ہمیشہ اپنی قربانیوں میں بڑھتے چلے جائیں تا آئندہ جب دنیا ابراہیمؑ کی یاد میں عیدالاضحیہ منانے لگے تو اس وقت آسمان پر خدا تعالیٰ کے رجسٹر میں میرا اور تمہارا نام بھی ہو اور اللہ تعالیٰ کی ہر قسم کی رحمتیں ہمارے شامل حال ہوں۔ اللّٰھم آمین۔" (ایضاً)

امراء کرام و صدر صاحبان:

تحریک جدید کے نئے سال کا استقبال کرنے کیلئے ۲۸ تبوک / ستمبر سے ہفتہ تحریک جدید منائیں!

(وکیل المال اول)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میدانِ جہاد میں

احمدی جنگی ہیروز کی

ناقابلِ فراموش خدمات

مکرم مرزا خلیل احمد صاحب قمر
وقفِ جدید، ربوہ

دنیا کا ہر انسان جس جگہ پیدا ہوتا ہے طبعی طور پر اس جگہ سے محبت رکھتا ہے چنانچہ یہ طبعی میلانِ محبت اس بات کا متقاضی ہوتا ہے کہ اگر اس کے وطن پر کوئی آنچ آنے لگتی ہے تو اس کی خاطر وہ قربانی کے لئے تیار ہو جاتا ہے اور میدانِ کارزار میں دیوانہ وار کود پڑتا ہے۔ یہ تو ایک عام شہری کا طرزِ عمل ہے مگر ایک احمدی کا طرزِ عمل اس لحاظ سے غیر معمولی ہوتا ہے کہ اس کے جسم و جان کے ذرّے ذرّے میں اس کے روحانی آقا سیدنا حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ ارشاد مبارک کہ "حب الوطن من الایمان" ہر وقت پیوست رہتا ہے۔ کہ وطن کی محبت ایمان کا حصہ ہے۔ چنانچہ ایک احمدی کا ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتا۔ جب تک اس میں وطن کی محبت نہ پائی جاتی ہو۔ یہ ہے وہ جذبہ جو ایک عام شہری کے مقابلے میں ایک احمدی شہری کی حب الوطنی کو ممتاز کر دیتا ہے۔

جماعت احمدیہ کی نوّے سالہ تاریخ اس امر پر گواہ ہے کہ جب بھی ملک کی حفاظت کا مسئلہ پیش آیا احمدیوں نے اپنا تن، من دھن سب کچھ ملک پر قربان کر دینا اپنا فرضِ اولین جانا اور ہر آزمائش کے موقعہ پر پورے اُترے۔ پاکستان کی ۳۷ سالہ تاریخ اس امر پر گواہ ہے کہ جب بھی پاکستان کو اندرونی اور بیرونی خطرہ درپیش ہوا پاکستان کے بہادر احمدی جوانوں نے پاکستان کی سرحدوں کی حفاظت اپنے خون سے کی۔ اور میدانِ جہاد میں اپنے ملک کا نام سربلند رکھنے کی خاطر تن من دھن کی بازی لگا دی اور اپنی تمام تر صلاحیتیں ملک کی حفاظت کے لئے وقف کر دیں۔

زیرِ نظر مضمون میں، میدانِ جہاد میں احمدی جنگی ہیروز کی ان ناقابلِ فراموش خدمات کا ذکر کیا جا رہا ہے جو انھوں نے پاکستان کے لئے مختلف جنگوں میں انجام دیں۔ اپنے ملک و قوم کی عزت و آبرو کی حفاظت کے لئے میدانِ جنگ میں جن احمدی ہیروز نے خدمات انجام دیں ان کا مختلف حکومتوں نے سرکاری سطح پر بھی اعتراف کیا اور ان جوانوں کو جنگی اعزازات سے نوازا۔ سب سے پہلے اس ضمن میں پاک فوج کے ایک تابندہ ستارے لیفٹیننٹ جنرل اختر حسین ملک کا ذکر کیا جاتا ہے۔

جنگِ ستمبر کا ایک ہیرو

لیفٹیننٹ جنرل اختر حسین ملک

"ہلالِ جرأت":

۶ ستمبر ۱۹۶۵ء کا دن پاکستان کی تاریخ میں بہت اہمیت رکھتا ہے۔ کیونکہ اس سے چند ماہ قبل ہندوستانی افواج کو رن کچھ کے میدان میں منہ کی کھانی پڑی۔ تو اس شکست کا بدلہ لینے کے لئے بھارت نے اپنی افواج کو پاکستان پر ایک بڑے حملے کی تیاری کا حکم دے دیا۔ چنانچہ ہندوستانی جنگی ماہر پاکستان پر حملے کی منصوبہ بندی میں مصروف ہو گئے۔ ہندوستان نے اس حملے میں تینوں افواج کو شامل کرنے کا منصوبہ بنایا تھا اور کئی ماہ کی خفیہ منصوبہ بندی کے نتیجہ میں ایک بڑے حملہ کی تیاری مکمل کر لی گئی۔ خدانخواستہ اگر یہ حملہ کامیاب ہو جاتا تو آج برصغیر پاک و ہند کا نقشہ کچھ اور ہوتا۔

ہندوستان کے جنگی ماہرین نے پوری تیاری کے بعد ۶ ستمبر ۱۹۶۵ء کو پاکستان پر حملہ کر دیا۔ ہر پاکستانی مادرِ وطن کی حفاظت کے لئے سینہ سپر ہو گیا۔ پاکستان پر حملہ کی خبر سنتے ہی حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد امام جماعت احمدیہ نے صدر پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خان کے نام درج ذیل الفاظ پر مشتمل تار دیا:۔

"میں اپنی طرف سے اور جماعت احمدیہ کی طرف سے آپ کو دل و جان کے ساتھ مکمل تعاون اور مدد کا یقین دلاتا ہوں۔ اس نازک موقع پر ہم ہر مطلوبہ قربانی بجا لانے کا عہد کرتے ہیں۔"

(الفضل ۸ ستمبر ۱۹۶۵ء)

اس نازک موقعہ پر حضرت امام جماعت احمدیہ نے احبابِ جماعت کو اپنے پیغام میں فرمایا:۔

"آپ کو علم ہے کہ ہندوستان نے پاکستان پر حملہ کر دیا ہے اور پاکستان میں ہنگامی حالات کا اعلان کر دیا گیا ہے۔ میں پاکستان کے تمام احمدیوں کو یہ ہدایت دیتا ہوں کہ وہ اپنی شاندار روایات کو قائم رکھتے ہوئے حب الوطنی کا ثبوت دیں۔۔۔۔۔ دعاؤں اور قربانیوں کے ساتھ اپنے محبوب وطن کو مستحکم اور ناقابلِ تسخیر بنا دیں۔"

(الفضل - ۱۰ ستمبر ۱۹۶۵ء)

پاکستان کے تمام احمدیوں نے حضرت امام جماعت احمدیہ کے پیغام پر لبیک کہتے ہوئے پاکستان کے دفاع کی خاطر تن من دھن کی قربانی پیش کر دی۔ جہاں جماعت احمدیہ نے پاکستان کے دفاعی فنڈ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا وہاں احمدی سرفروش مجاہدوں نے میدانِ جنگ میں دشمن کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مقابلہ کیا اور دشمن کو شکستِ فاش کے سوا اور کچھ نہ ملا۔

پاک فوج کے قابلِ فخر مجاہد اختر حسین ملک نے جو اس وقت میجر جنرل تھے۔ چھمب اور جوڑیاں کے محاذ پر دشمن کو ناکوں چنے چبوائے۔ اور بریگیڈیئر عبد العلی ملک نے چونڈہ کے تاریخی محاذ پر، جہاں دوسری جنگِ عظیم کے بعد دنیا بھر میں ٹینکوں کی سب سے بڑی لڑائی لڑی گئی۔ ایک حیران کن تاریخی فتح حاصل کی جس نے دنیا بھر کو حیران و ششدر کر کے رکھ دیا۔

اس سے پہلے رن کچھ کے محاذ پر بریگیڈیئر افتخار احمد جنجوعہ نے دشمن کے دانت کھٹے کر دیئے۔ پاکستان کے ان مایہ ناز سپوتوں نے جو جماعت احمدیہ کے قابلِ فخر فرزند تھے۔ بہادری اور شجاعت کی وہ مثالیں قائم کیں جن سے متاثر ہو کر بہت سے اخبارات نے ان کو خراجِ تحسین پیش کیا۔

جنگِ ستمبر کے دوران ہی میجر جنرل اختر حسین ملک کی بہادری اور شجاعت کے کارناموں کے صلہ میں حکومت پاکستان نے آپ کو "ہلالِ جرأت" کے اعزاز سے نوازا۔

آپریشن جبرالٹر:

پلاننگ اور ذہانت کا شاہکار:

مقبوضہ کشمیر میں کشمیری مسلمانوں پر مظالم ڈھائے جا رہے تھے اور پورے مقبوضہ کشمیر میں ہڑتالیں، مظاہرے اور جلوس نکالے جا رہے تھے۔ مسلمان عورتوں کی عصمت دری کی جا رہی تھی۔ مقبوضہ کشمیر خونِ مسلم کی ارزانی کا ایک وحشت ناک منظر پیش کر رہا تھا۔ ان حالات میں حکومت پاکستان میں کشمیریوں سے ہمدردی رکھنے والے افراد اور آزاد کشمیر کے سیاسی راہنماؤں نے مل کر کشمیری مسلمانوں کی امداد کی ٹھانی جس کو "آپریشن جبرالٹر" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپریشن جبرالٹر کی بعض با اثر افراد نے مخالفت بھی کی۔ اس سلسلہ میں فنِ حرب کے ایک معروف قلمکار میجر (ریٹائرڈ) معین باری لکھتے ہیں:۔

"انہوں نے (کرنل غفار مہدی نے) آپریشن جبرالٹر کی مخالفت کی تھی جنرل موسیٰ نے اپنی کتاب "مائی ورشن" میں بھی اس قسم کے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ انھوں نے یہاں تک لکھ دیا ہے کہ "جب میں نے دیکھا کہ حکومت آپریشن جبرالٹر کو عملی جامہ پہنانے کا ارادہ کر چکی ہے تو میں نے فوج سے استعفیٰ دینے کی ٹھان لی۔"

اسی ضمن میں میجر باری اپنے مضمون میں مزید لکھتے ہیں:۔

"یہ دونوں فنِ حرب کے ماہرین آپریشن جبرالٹر کی مہم شروع کرنے سے پہلے طویل اوقات کے خواہاں تھے لیکن حالات اور واقعات اس تیزی سے بدل رہے تھے کہ ظلم کے خلاف جہاد کے لئے زیادہ وقت نہیں دیا جا سکتا۔ فیلڈ مارشل ایوب اور ان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے رفقاء جنہوں نے اسلامی روایات کو مدنظر رکھتے ہوئے آپریشن جبرالٹر کا منصوبہ بنایا اور اسے عملی جامہ پہنایا ان کا نام پاکستان کی تاریخ میں احترام سے لیا جائے گا۔ آپ کو یاد ہوگا کہ رن آف کچھ میں جنگ کا آغاز بھارت ہی نے کیا تھا پھر وہاں شکست کھائی۔ اس کے بعد بھارتی وزیر اعظم شاستری نے اعلان کیا تھا کہ "بھارتی افواج آئندہ حملے کی جگہ اور وقت کا چناؤ خود کرے گی"۔ بھارتی افواج نے جگہ کا چناؤ مقبوضہ کشمیر کو کرلیا۔ وہاں مسلمانوں کا قتل عام شروع کر دیا گیا۔ گاؤں کے گاؤں جلا دیئے گئے۔ عورتوں کی عصمت دری کی گئی۔ اور لٹے پٹے قافلے پھر پاکستان کی طرف آنے لگے۔ اس وقت حکومت پاکستان کو کیا کرنا چاہیئے تھا کیا پاک قوم اور فوج بھارتی افواج کو کشمیری مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلتے ہوئے دیکھتی اور خاموش تماشائی بنی رہتی یا دین اسلام کے ان احکام کو بجا لاتی۔ کہ مظلوموں اور بے کسوں کو ظالموں کے پنجے سے نجات دلانے کے لئے اللہ کی راہ میں جہاد کرو۔" ان حالات میں پاک فوج کو پہلے بھارتی افواج کے خلاف مقبوضہ کشمیر میں گوریلے بھیجنے پڑے۔ لیکن جب بھارتی افواج نے آزاد کشمیر پر حملے شروع کر دیئے۔ تو پاک فوج نے بھی اکھنور کی سمت پیشقدمی شروع کر دی۔ کرنل مہدی اور جنرل موسیٰ کو ماننا پڑے گا کہ تاریخ اور تقدیر کے واقعات سے چشم پوشی نہیں کی جا سکتی۔ اور جب جنگ کے بادل امڈ آتے ہیں تو پھر تیاری کے لئے وقت کم ہی ملا کرتا ہے۔"

(روزنامہ جنگ لاہور ۱۰ جولائی ۱۹۸۴ء ص۳)

اس آپریشن جبرالٹر کے خالق اور روح رواں جماعت احمدیہ کے قابل فخر سپوت لیفٹیننٹ جنرل اختر حسین ملک تھے۔ فوجی امور کے ایک ماہر قلمکار میجر (ریٹائرڈ) شیخ غلام نصیر صاحب نے اس آپریشن جبرالٹر کے ضمن میں جنرل اختر حسین ملک کی ذہانت اور پلاننگ کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے لکھا:۔

"جیسا کہ بہت سے حضرات کو علم ہے کمانڈر آپریشن جبرالٹر میجر جنرل اختر ملک تھے۔ وہ اس دنیا سے چل بسے۔ اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت کرے۔ آمین۔ آج اگر وہ اس دنیا میں ہوتے اور حقائق کی نقاب کشائی کرتے تو تمام دنیا کی آنکھیں کھول دیتے۔ پوری دنیا کے فوجی کمانڈروں کو معلوم ہو جاتا کہ شجاعت کیا ہے؟ پاکستان کی افواج کیا ہیں؟ اور آپریشن پلاننگ کسے کہتے ہیں؟"

(روزنامہ جنگ لاہور۔ ۳۰ اگست ۱۹۸۴ء ص۳)

آپریشن جبرالٹر کا کیا بنا! جنرل اختر ملک نے جو کامیابی حاصل کی وہ ہمارے جنگی ارباب اختیار نے اپنی نااہلی سے کھو دی۔ یہی مضمون نگار اس ضمن میں لکھتے ہیں:۔

"افسوس اس شاندار کامیابی کو ہم نے خود اپنی ہی بداعمالی سے کھو دیا۔"

(جنگ لاہور۔ ۳۰ اگست ۱۹۸۴ء ص۳)

آپریشن جبرالٹر کے مطلوبہ مقاصد تو پورے نہ ہو سکے لیکن حکومت پاکستان نے جنرل اختر حسین ملک کی شاندار بہادرانہ خدمات کا اعتراف ضرور کیا اور آپ کو بہادری کے دوسرے سب سے بڑے اعزاز "ہلال جرأت" سے نوازا۔

دوسری طرف اسی جنگ ستمبر ۱۹۶۵ء کے دوران سیالکوٹ کے محاذ پر جنرل اختر ملک کے حقیقی بھائی عبدالعلی ملک جو اس وقت بریگیڈیر تھے۔ زبردست کارنامے سرانجام دے رہے تھے۔ چنانچہ جنگ کے دوران ہی ان دونوں بھائیوں کو ہلال جرأت کا اعزاز عطا کیا گیا۔

روزنامہ نوائے وقت لاہور نے یہ خبر دیتے ہوئے لکھا:۔

دو سگے بھائیوں کو ہلال جرأت کا اعزاز

۲۳ ستمبر: آج کمانڈر انچیف جنرل محمد موسیٰ نے پاکستانی فوج کے اگلے مورچوں پر کسی جگہ افسروں اور جوانوں میں اعزازات تقسیم کیے۔ جو صدر پاکستان نے ان کی بہادری کے صلے میں دیئے ہیں۔ اس تقریب میں سب سے دلچسپ اور روح پرور سماں وہ تھا۔ جب دو سگے بھائیوں کو ہلال جرأت کے نشان پیش کیے گئے دونوں بھائی میجر جنرل اختر حسین ملک اور بریگیڈیر ملک عبدالعلی ہیں جنہیں موجودہ جنگ میں کارہائے نمایاں دکھانے پر ہلال جرأت کا اعزاز بخشا گیا ہے۔

ایک پیادہ ڈویژن کے جنرل آفیسر کمانڈنگ میجر جنرل اختر حسین ملک کو کشمیر میں جنگ بندی لائن کے پار بھارت کی مسلسل جارحانہ کارروائیوں کا منہ توڑ جواب دینے کی غرض سے دشمن پر حملہ کرنے پر مامور کیا گیا تھا۔ چھمب میں بھارت نے بڑے مضبوط مورچے بنا رکھے تھے۔ اور یہاں فوج کی بھاری جمعیت تعینات تھی۔ میجر جنرل اختر حسین ملک نے ان مورچوں پر حملہ کر دیا۔ اور بھارتی فوج کو نیست و نابود کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ حالانکہ اس مہم کے لیے ان کی فوج کی تعداد عام حالات میں بھی ناکافی سمجھی جاتی تھی۔ بھارتی فوج پر یہ کاری ضرب لگانے کا سہرا میجر جنرل اختر حسین ملک کے سر ہے۔ جنہوں نے انتہائی جرأت سے حملہ کا منصوبہ بنایا اور غیر معمولی قائدانہ صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا۔ اس دلیرانہ کارنامے اور نمایاں ذاتی شجاعت پر انہیں "ہلال جرأت" کا اعزاز دیا گیا۔

(نوائے وقت ۲۴ ستمبر ۱۹۶۵ء)

عزم، بہادری اور لگن کا نشان

میجر جنرل اختر حسین ملک نے جنگ ستمبر ۱۹۶۵ء میں کیا کارہائے نمایاں انجام دیئے ان کی تفصیل سن کر قلب و روح عش عش کر اٹھتے ہیں۔ اس کارنامۂ جہاد کی تفصیل ملک کے مشہور صحافی جناب ایس اے ملک نے بیان کی ہے۔ موصوف ۱۹۶۵ء میں روزنامہ جنگ کی طرف سے آزاد کشمیر میں صحافتی فرائض انجام دے رہے تھے۔ وہ جنگ ستمبر باضابطہ شروع ہونے سے پہلے کے واقعات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"صورت حال ایک نیا رخ اختیار کر رہی تھی کہ ایک روز آل انڈیا ریڈیو نے خبر دی کہ بھارت کی پارلیمنٹ میں بھارت کے وزیر دفاع چاون نے ابھی ابھی اعلان کیا ہے کہ بھارت کی افواج نے آزاد کشمیر کی طرف پیش قدمی شروع کر دی ہے۔ اور تین چوکیوں پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہو گئی ہیں یہ چھمب جوڑیاں کے تاریخی معرکے کی ابتداء تھی۔ اس معرکے کے ہیرو مرحوم اختر حسین ملک تھے۔ جن کی نگرانی میں آزاد کشمیر اور پاکستان کی افواج نے بھارتی فوج کے دانت کھٹے کر دیئے راقم کی ملاقات جنرل اختر ملک کے ساتھ مری میں ہوئی تھی۔ مرحوم بڑے سمجھدار مدبر اور معاملہ فہم افسر تھے۔ حالات اور دوسرے امور پر جب بھی ان سے بات چیت کا موقع ملا یہ محسوس ہوا کہ ان کی سوچ کا انداز مدبرانہ تھا۔ جو لوگ مرحوم کو جانتے ہیں ان کو اچھی طرح معلوم ہے کہ مرحوم جہاں اپنی فنی صلاحیتوں کو منوانے کی صلاحیت رکھتے تھے۔ وہاں وہ دوسرے معاملات میں بھی بڑے عقلمند واقع ہوئے تھے۔ وہ ہر بات کو فوراً ہی سمجھ جاتے تھے اتفاق سے راقم ان دنوں آزاد کشمیر میں صحافتی فرائض انجام دے رہا تھا۔ ان ہی دنوں میجر جنرل اختر حسین ملک سے میرپور میں بھی ملاقات ہوئی ان کے عزم اور بہادری لگن اور اپنے پیشہ سے محبت ایثار کی یاد آتی ہے تو دل بے اختیار تڑپ جاتا ہے۔ بہرحال وہ اپنے مشن کی طرف جا رہے تھے ان کے چہرے پر مسکراہٹ تھی انہوں نے اپنے ملنے والوں سے صرف اتنا کہا کہ دعا کریں کہ خدا مجھے پاکستان کی خدمت کرنے کا موقعہ دے۔ میرے لیے دعا کریں کہ خدا مجھے ثابت قدم رہنے کی توفیق دے اگر میری قسمت میں شہادت لکھی ہے تو میرے جیسا خوش قسمت انسان کون ہوگا۔ راقم کی طرف مرحوم نے اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ میرا صحافی دوست ہے۔

اختر حسین ملک اپنے مشن پر روانہ ہوئے چھمب اور جوڑیاں میں اتنے زور کا معرکہ ہوا اور بھارت کی فوج کو اس طرح دبوچا گیا کہ بھارتی حکومت بوکھلا گئی۔ میجر جنرل اختر حسین ملک بھارت کے لیے ہوا بن کر ابھرے ایک طرف بھارت کی قریباً سات ڈویژن فوج تھی۔ اور دوسری طرف اختر ملک کی قیادت میں لڑنے والے چند ہزار سرفروش۔ ان سرفروشوں کی پیش قدمی سے گھبرا کر بھارت کے وزیر اعظم لال بہادر شاستری نے بھارتی فضائیہ کے اس وقت کے سربراہ ائر مارشل ارجن سنگھ کو حکم دیا کہ کسی بھی حالت میں اختر حسین ملک نہ چھوڑا جائے۔ بھارت کے طیارے اختر حسین ملک کی تلاش میں آزاد کشمیر کی سرحدوں پر منڈلانے لگے تھے۔ اختر حسین ملک کا چرچا پاکستان اور آزاد کشمیر ہی میں نہیں بلکہ بھارت میں بھی تھا۔ انہوں نے جن پیشہ ورانہ صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا تھا۔ اس پر ان کو خوب کھل کر داد دی جا رہی تھی۔ بھارت کی سول اور فوجی قیادت ان سے چھٹکارہ حاصل کرنا چاہتی تھی۔ لیکن قدرت کے کھیل نرالے ہوتے ہیں اور زندگی اور موت اور عزت و ذلت کے معاملے میں کسی انسان کا بس نہیں چلتا۔

بھارت کو اختر حسین ملک کے خلاف

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپنی کوششوں میں منہ کی کھانی پڑی۔ کوئی بھی ان کا کچھ نہ بگاڑ سکا۔ جب چھمب اور جوڑیاں میں لڑائی زوروں پر تھی۔ تو ایک وقت ایسا بھی آیا جب یہ محسوس ہو رہا تھا۔ کہ شاید ہم تھوڑی ہی مدت میں کہاں سے کہاں پہنچنے والے ہیں۔ پاکستان کے عوام اس جنگ کو کبھی فراموش نہیں کریں گے۔ عوام کے حوصلے بلند تھے اور ملک میں اعتماد کی فضا پائی جاتی تھی۔

چھمب جوڑیاں کے اس فاتح کے ساتھ بعد میں جو کچھ ہوا اس کو دہرانے کی ضرورت نہیں۔ وہ سب کے سامنے ہے۔ بہر حال ان کو ستمبر ۱۹۶۵ء کے شروع میں جو مشن سونپا گیا تھا۔ اس میں وہ کامیاب اور سرخرو ہوئے جنگ کے بعد ان کی خدمات سنٹو کے سپرد کر دی گئیں اور وہ اپنے فرائض ادا کرنے کے لیے ترکی چلے گئے۔"

(روزنامہ جنگ لاہور ۱۶ فروری ۸۴ء)

جناب ایس اے ملک نے چھمب کا ذکر کیا ہے وہ یہ ہے کہ میجر جنرل اختر حسین ملک فاتح چھمب جوڑیاں سے عین میدان جہاد میں کمان لے کر جنرل یحییٰ خاں کے سپرد کر دی گئی جس سے میدانِ جنگ کا پورا نقشہ پلٹ گیا۔ جس کا خمیازہ پاکستان آج تک بھگت رہا ہے اس المیہ کو جناب پروفیسر خان زمان مرزا ایسوسی ایٹ سکالر تاریخ قائداعظم یونیورسٹی اسلام آباد بیان کرتے ہیں:۔

"جب پاک اور آزاد افواج جنرل اختر حسین کی کمان میں فتح چھمب کے بعد جوڑیاں کی طرف فاتحانہ پیش قدمی کر رہی تھیں تو جنرل ملک کو منظر سے ہٹا دیا گیا۔ تاریخ کا ایک ادنیٰ طالب علم بھی اس بات کا بخوبی اندازہ لگا سکتا ہے کہ دورانِ جنگ کمان تبدیل کرنے سے فوج کے مورال پر کیا اثرات مرتب ہو سکتے ہیں۔ فتح چھمب کے بعد بھارتی افواج افراتفری کا شکار ہو گئیں اور ان کے حوصلے پست ہو چکے تھے اور غیر مسلم آبادی ہزاروں کی تعداد میں جموں کی طرف بھاگنے کے لیے بڑی شاہراہوں پر اکٹھی ہو چکی تھی جنرل اختر حسین ملک کی بجائے کمان جنرل یحییٰ خان کے حوالے کی گئی۔ انہوں نے دو قیمتی دن عیش و عشرت میں ضائع کر دیئے جس کے دوران بھارتی افواج کو دفاعی پوزیشن مضبوط کرنے کا موقع مل گیا۔ حالانکہ فتح چھمب کے بعد جموں کو جانے والی سڑک کا کوئی دفاع نہ تھا۔ اس ضمن میں یہ بتانا بھی بے جا نہ ہوگا کہ قصبہ اکھنور جس پر قبضہ کرنے کے لیے چھمب جوڑیاں میں کارروائی کی گئی تھی دشمن کو پسپائی کے دوران کئی دنوں تک بغیر دفاع کے خالی پڑا رہا۔ جس پر بھارتی فوج کے کمانڈروں نے حیرانی کا اظہار کیا تھا۔ اس بات کے شواہد ایک بھارتی فوجی کمانڈر کے ذریعے منظر عام پر آئے تھے۔"

(روزنامہ جنگ لاہور ۱۲ اپریل ۱۹۸۳)

اگر کمان اختر ملک کے پاس ہی رہتی...

ستمبر ۱۹۶۵ء کی جنگ کشمیر میں میجر جنرل اختر حسین ملک کو منظر عام سے ہٹائے جانے کے بارہ میں ہفت نامہ "الفتح" کراچی کے کالم احوال واقعی سے ایک اقتباس درج ذیل ہے۔

"۱۹۶۵ء کی جنگ میں یحییٰ خاں نے فوجی نوعیت کی سنگین غلطی کی چھمب سیکٹر میں یحییٰ خان کا ڈویژن متعین تھا جنگ شروع ہوتے ہی اس ڈویژن کی کمان جنرل اختر حسین ملک کو سونپی گئی۔ انہوں نے انتہائی دانشمندی۔ اعلیٰ ماہرانہ صلاحیتوں اور بہادری سے کام لیتے ہوئے دشمن کے چھکے چھڑا دیئے اور مقبوضہ کشمیر کی طرف پیش قدمی شروع کر دی۔

اس پر یحییٰ خاں نے ایوب سے کہا "میں خود اپنے ڈویژن کی کمان کروں گا۔ اختر ملک کو یہاں سے ہٹایا جائے"۔ ایوب خان نے یحییٰ خان کا مطالبہ تسلیم کر لیا۔ اور کمان یحییٰ خان کے سپرد کر دی گئی۔ اس کے بعد اس سیکٹر میں پاکستانی فوج کی پیش قدمی رک گئی۔ فوجی ماہرین کا کہنا ہے اگر کمان اختر ملک کے پاس رہتی تو کشمیر فتح ہو گیا تھا"

(الفتح ۱۳/۲۰ فروری ۱۹۷۶ء ص۸)

میجر (ریٹائرڈ) شیخ غلام نصیر صاحب جنرل اختر ملک کی بے مثال پلاننگ بہادری اور جرأت کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے اپنے ایک مضمون میں رقمطراز ہیں

"اکھنور محاذ پر جنرل اختر ملک کی جگہ جنرل یحییٰ خان کو مقرر کیا گیا ہے جس کی وجہ سے پورے آپریشن میں ۴۸ گھنٹے کی تاخیر ہو گئی۔ اس مہلت سے دشمن نے فائدہ اٹھایا اور اکھنور محاذ کو مضبوط بنا لیا۔ اکھنور پر قبضہ جو صرف چند گھنٹوں کی بات تھی نہ ہو سکا۔ یہ ایک فاش غلطی تھی جس نے نہ صرف اکھنور محاذ کا رنگ بدل دیا بلکہ پوری پاک بھارت جنگ کو متاثر کیا ورنہ آج پاکستان کا نقشہ ہی مختلف ہوتا۔ اکھنور نہ صرف مقبوضہ کشمیر کی شہ رگ کی حیثیت رکھتا ہے بلکہ اس کا تعلق پورے کشمیر کے علاوہ مشرقی پنجاب سے بھی ہے"۔

"پاکستانی افواج کے پہلے ہی حملے سے بھارتی فوج بدحواس ہو گئی اور اپنے کنکریٹ مورچے چھوڑنے پر مجبور ہو گئی۔ بھارتی فوجی اپنی توپیں چھوڑ گئے۔ توپوں کے اندر سے گولے بھی نہ نکال سکے۔ بھارتی بکتر بند فوج نے ٹینکوں کو جلتا چھوڑ دیا۔ غرض تمام افواج میں پسپائی کا عالم تھا اور پاکستانی افواج ان کا پیچھا کر رہی تھیں۔ اور اکھنور چند میل کے فاصلے پر تھا۔ جس پر قبضے کا بندوبست پہلے سے ہو چکا تھا۔ مگر افسوس عین اس وقت کمانڈر کی تبدیلی کا حکم پہنچ گیا۔ جنرل اختر ملک کی جگہ جنرل یحییٰ خاں تشریف لائے"۔

(روزنامہ جنگ لاہور ۲۰ اگست ۱۹۸۴ء ص۳)

اختر ملک کی بہادری اور اولوالعزمی کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے ایک اور قلم کار جناب آر۔ آر۔ ظفر اپنی کتاب "ڈائری آف دی وار" اردو ایڈیشن میں لکھتے ہیں:۔

"میجر جنرل اختر حسین پاک فوج کے اولوالعزم اور قابلِ تعظیم افسر ہیں انفنٹری ڈویژن کے جنرل آفیسر کمانڈنگ کی حیثیت سے ان کو بھمبر کے علاقے میں بھارتی جارحیت کے خلاف کارروائی کرنے کے فرائض سونپے گئے تھے۔ چھمب سیکٹر میں بھارتی فوج نہ صرف تعداد اور اسلحہ میں زائد تھی۔ بلکہ وہ پورے طور پر کیل کانٹے سے لیس اور مضبوط ٹھکانوں پر قابض تھی۔ میجر جنرل اختر حسین ملک نے ناکافی فوج اور انتہائی مشکل حالات کے باوجود بھارتی فوج کا بری طرح قلع قمع کر دیا اور پورے علاقے کو بھارتی فوج کے ناپاک وجود سے صاف کر کے دو سو مربع میل رقبے پر پاکستانی پرچم لہرایا میجر جنرل اختر حسین کی ذہانت اعلیٰ منصوبہ بندی پر عزم اور ولولہ انگیز قیادت نے بھمبر چھمب اور جوڑیاں کے علاقے میں بھارتی فوج کو عبرتناک شکست سے دوچار کیا۔ صدر مملکت نے میجر جنرل اختر حسین کو ان کے اس عظیم کارنامے پر ہلال جرأت کا اعزاز دیا۔ تقسیم اعزازات کا شرف پاک فوج کے عظیم کمانڈر انچیف جنرل محمد موسیٰ نے حاصل کیا اور فرمایا کہ:۔

"مجھے آپ جیسے مجاہدوں کے درمیان موجود ہونے پر فخر محسوس ہوتا ہے۔ جنہوں نے ایک ایسے مکار دشمن کے حملے کا دندان شکن جواب دیا۔ جس نے بغیر اعلان جنگ کے رات کے اندھیرے میں اپنی قوت سے مذموم حملہ کیا تھا ذلیل دشمن کو امید تھی کہ وہ آپ کے ایک جانباز کے مقابلے پر چار افراد لا کر آپ کو شکست دے سکے گا۔ لیکن آپ نے اس کی تمام غلط فہمی دور کر دی ہے اور ایسی عبرتناک شکست دی ہے جو رہتی دنیا تک اسے یاد رہے گی آپ نے اس پر واضح کر دیا کہ محض جارحیت سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

میں آپ کی ہمت استقلال بے جگری اور بہادرانہ عظمت کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ آپ نے اپنے مقدس اور محبوب وطن کی سلامتی اور حفاظت کے لیے والہانہ جنگ کی.....

میں ان جانبازوں کو خاص طور پر مبارک باد پیش کرتا ہوں جنہیں ان کی بہادری اور عظیم کارناموں پر اعزاز ملے ہیں۔ پوری قوم کو ان پر فخر ہے... جانبازو! تاریخ تمہارے عظیم کارناموں کو ہمیشہ محفوظ رکھے گی یہ کارنامے سنہری حروف سے پاکستان کی تاریخ میں لکھے جائیں گے"۔

(ڈائری آف دی وار اردو ایڈیشن ۲۸۳ تا ۲۸۴)

چھمب سیکٹر پر لڑنے والی پاکستانی فوج کی بہادری اور جرأت ایک عظیم روایت کا حصہ بن گئی ہے۔ جس مؤرخ اور قلم کار نے اس موضوع پر قلم اٹھایا اس نے بے اختیار ہو کر داد و تحسین کے پھول نچھاور کیے جناب کلیم نشتر صاحب ان الفاظ میں خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔

"چھمب کے اہم اور مضبوط فوجی مقام سے بھارتی فوجوں کی پسپائی کے بعد پاک آزاد فوج نے دریائے توی عبور کر کے آگے بڑھنا شروع کیا۔ بھارتی فضائی فوج کے کئی بار پاکستانی علاقے پر حملہ کرنے کی کوشش کی لیکن پاکستان کی فضائیہ نے اس کی ایک نہ چلنے دی۔ اور دریائے توی کو عبور کر کے پاک آزاد افواج پانچ میل آگے بڑھ گئیں یہ چار ستمبر کا تاریخی دن ہے۔ دریائے توی عبور کرنے کے ۲۴ گھنٹے کے اندر اندر بھارت کے سب سے اہم فوجی مرکز اور دفاعی حصار جوڑیاں پر حملہ کیا گیا۔ پاکستانی جانباز بجلی کی سی تیزی کے ساتھ دشمن پر ٹوٹ پڑے اسے سنبھلنے کا کوئی موقع دیئے بغیر زبردست جانی نقصان پہنچا کر جوڑیاں پر قبضہ کر لیا اور بے شمار بھارتی قیدی بنا لیے گئے۔ جوڑیاں میں بھارت کی زبردست قلعہ بند فوجوں نے ڈٹ کر مقابلہ کیا اور وہ اپنے ٹینک اور بکتر بند دستے میدان میں لے آئی۔ لیکن وہ پاکستانی جانبازوں کے سامنے نہ ٹھہر سکی ان کے اوسان خطا ہو گئے زبردست ہزیمت اٹھا کر بھارتی فوج پسپا ہو گئی۔ اور اس طرح یہ اہم دفاعی قلعہ بھارتی سامراجیوں کے ہاتھوں سے نکل گیا۔

جوڑیاں پر قبضہ کرنے کے بعد آزاد کشمیر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور پاکستان کی افواج دریائے چناب کے کنارے اکھنور کے دروازے پر پہنچ گئیں۔ جہاں سے جموں بارہ میل دور مشرق میں واقع ہے اس طرح پاکستان کی فوجیں ۵ ستمبر کو جنگ بندی لائن سے ۱۸ میل اندر تھیں اور خاصے علاقے کو آزاد کرا چکی تھیں۔

(تاریخ پاک بھارت جنگ حق و باطل کی معرکہ آرائی کی داستان مرتبہ کلیم نشتر ص۲۷ تا ص۲۸)

پاک افواج اکھنور کے دروازے پر پہنچ کر کیوں رک گئیں تھیں اس کی تفصیل آپ جناب پروفیسر خان مرزا اور ہفت روزہ "الفتح" کے بیانات میں پڑھ چکے ہیں۔

۱۹۶۵ء کی جنگ میں پاکستان کے اس جیالے سپوت جنرل اختر ملک کا نام گلی گلی گونجا۔ اختر ملک کا نام پاکستان کی جرأت اور بہادری کی علامت بن گیا۔ میدانِ جہاد میں جرأت و دلیری اور شجاعت و جانبازی کی اس نئی روایت نے جنرل اختر ملک کو ایک جنگی ہیرو کا درجہ دے دیا۔ ہر شخص ان کی تعریف میں رطب اللسان نظر آتا تھا

مجلس علماء پاکستان کے داعی "حضرت الحاج مولانا عرفان رشدی" نے معرکہ حق و باطل ۶ ستمبر ۱۹۶۵ء و غزوہ الہند" کے نام سے ایک کتاب شائع فرمائی ہے جس میں میجر جنرل اختر ملک کے عنوان سے لکھا ہے۔

میجر جنرل اختر ملک (۸ ستمبر ۱۹۶۵ء)

جوش و قوت کا تھا اک سیل رواں اختر ملک
چھمب کا فاتح وطن کا پاسباں اختر ملک
بھارتی یلغار سے وہ برسرِ پیکار تھا
عزم و استقلال کا گویا وہ اک شہکار تھا۔
برسرِ میداں رہی زیر کماں بڑی سپاہ
ہر قدم ہے اسکی پامردی شجاعت کا گواہ

(ص۷۶)

شورش کاشمیری کا خراج تحسین

مدیر چٹان شورش کاشمیری نے اپنے رسالہ میں "الجہاد الجہاد الجہاد" کے نام سے رزمیہ اشعار شائع کئے جن میں جناب اختر ملک کو بھرپور خراج تحسین پیش کیا۔

ہر اک محاذِ جنگ پہ ان کو پچھاڑ دو
ہندوستان کی فوج کا حلیہ بگاڑ دو
واہگہ کی سرزمیں پہ حریفوں کی ڈولیاں
اختر ملک کی زیر قیادت پچھاڑ دو

ایک اور نظم سے بھی چند اشعار درج ذیل ہیں۔

میدانِ کارزار پہ چھاتے ہوئے چلو
جوشِ وغا کا نقش بٹھاتے ہوئے چلو
دہلی کی سرزمیں نے پکارا ہے ساتھیو
اختر ملک کا ہاتھ بٹاتے ہوئے چلو
بے روک بے دریغ فضا کے لباس میں
طوفان برق و باد اٹھاتے ہوئے چلو
گنگا کی وادیوں کو بتا دو کہ ہم ہیں کون
جناب ذوالفقار چلاتے ہوئے چلو
ہر ایک سومنات کی تعمیر توڑ دو
ہر ایک بتکدے کو گراتے ہوئے چلو
اس کے سوا جہاد کے معنی ہیں اور کیا
اسلام کا وقار بڑھاتے ہوئے چلو

(رسالہ چٹان ۱۳ ستمبر ۱۹۶۵ء ص۴)

پاکستان کا یہ نامور جنرل اور فنِ حرب میں تاریخ ساز مقام حاصل کرنے والا عظیم فوجی جنرل اختر ملک ۲۲ اگست کو انقرہ میں کار کے حادثے میں وفات پا گئے لیفٹیننٹ جنرل اختر ملک کی المناک وفات پر صدر پاکستان اور افواج پاکستان کے کمانڈر انچیف آغا محمد یحییٰ نے اظہار تعزیت کے لیے درج ذیل بیان جاری کیا۔

"صدر پاکستان نے اپنے تعزیتی پیغام میں کہا کہ مجھے لیفٹیننٹ جنرل اختر حسین ملک اور ان کی اہلیہ کی ناگہانی وفات سے سخت صدمہ پہنچا ہے۔ جنرل کی وفات سے پاکستانی افواج کو ایک ناقابل تلافی نقصان اٹھانا پڑا ہے۔ میں مرحوم کے لیے دعا گو ہوں کہ ربِ کریم انہیں اپنی جوارِ رحمت میں جگہ دے۔ اور ان کے پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔"

(امروز ۲۳ اگست ۱۹۶۹ء)

انکی وفات پر اخبار امروز لاہور اپنے کالم پس منظر میں تفصیلی سوانح دیتے ہوئے لکھتا ہے

"۱۹۶۵ء میں کشمیر میں خط ستارکہ جنگ کے پار بھارت کی مسلسل جارحانہ کارروائیوں کے جواب میں لیفٹیننٹ جنرل اختر حسین ملک کو (جو اس وقت میجر جنرل کے عہدہ پر فائز تھے۔ اور ایک پیدل ڈویژن کے آفیسر کمانڈنگ تھے۔ چھمب کے علاقہ میں حملہ کرنے کا فرض سونپا گیا۔ چھمب میں بھارتی مورچے غیر معمولی مضبوط تھے اور وہاں ایک طاقتور فوج متعین تھی جنرل اختر حسین ملک نے ان مورچوں پر حملہ کیا اور بھارتی گیریژن کو اس حقیقت کے باوجود کہ ان کے پاس جو فوج تھی وہ عملاً ایسی کارروائی کے لیے ناکافی سمجھی جاتی ہے بالکل نیست و نابود کر دیا بھارتی قلعہ بندیوں کو تباہ کن ضربیں لگانے اور انہیں برباد کرنے کی کارروائی جنرل آفیسر کمانڈنگ کے بہادرانہ منصوبے بنانے اور کارروائی میں غیر معمولی قیادت کی رہین منت تھی انہوں نے اس مشکل کام کو دلیرانہ طور پر اور ذاتی جرأت کے ساتھ انجام دیا انہیں اس بہادری کا اعزاز ہلال جرأت دیا گیا۔ اس سے پہلے انہیں ستارہ قائداعظم کے اعزاز سے نوازا گیا تھا جنگ کے خاتمہ کے بعد انہیں سٹاف کالج کوئٹہ میں بحیثیت کمانڈنگ آفیسر متعین کیا گیا۔ بعد ازاں انہیں ادارہ میثاق وسطیٰ (سنٹو) کے ہیڈ کوارٹر انقرہ میں پاکستان کا نمائندہ بنا کر بھیجا گیا۔

(امروز ۲۳ اگست ۱۹۶۹ء ص۳)

مادر وطن کا عظیم سپوت

"روزنامہ مشرق لاہور نے جنرل اختر ملک کی وفات پر اپنے اداریہ میں لکھا۔

جنرل اختر حسین ملک کی وفات پر پورے ملک میں گہرے رنج و الم کا اظہار کیا جائے گا۔ موت کے ظالم ہاتھوں نے مادر وطن کا ایک عظیم سپوت چھین لیا ہے۔

لیفٹیننٹ جنرل اختر حسین ملک نے ..... محاذ پر جو قابلِ تحسین کارنامہ انجام دیا ہے وہ ملت کی تاریخ شجاعت و سرفروشی کا ایک درخشندہ باب ہے ان کی کمان میں پاکستان کے شیر دل فوجیوں نے اپنے سے تین گنا زیادہ طاقتور دشمن کو شرمناک شکست دی۔ اور اس کا تمام غرور خاک میں ملا دیا بھارت کا یہ منصوبہ دیوانے کا خواب بن کر رہ گیا۔ .....

لیفٹیننٹ جنرل اختر حسین ملک آج ہمارے درمیان نہیں ہیں لیکن انہوں نے سرزمینِ وطن کی حفاظت کے لیے جو عظیم الشان کارنامہ انجام دیا ہے وہ ہمیشہ زندہ رہے گا۔ وہ ان عالی مرتبت مجاہدوں میں ہیں۔ جن پر ان کی قوم کو فخر ہے اور جن کے کارناموں کو کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا۔"

(روزنامہ مشرق لاہور ص۳ ۲۳ اگست ۱۹۶۹ء)

جنرل عبدالعلی ملک "ہلال جرأت"

ستمبر ۱۹۶۵ء کی جنگ کی دوسری بڑی لڑائی دفاعی نوعیت کی تھی۔ جس میں ہندوستانی ٹینکوں کی خطرناک یلغار کو بریگیڈیر عبدالعلی ملک نے ایک معمولی فورس کے ساتھ چونڈہ میں اس شان اس استقامت اور اس جرأت سے روکا۔ کہ آج تک بڑے سے بڑے فوجی جرنیل ان کی اس جرأت رندانہ پر حیران ہیں بریگیڈیر عبدالعلی ملک کو ان کے ڈویژنل کمانڈر نے تو یہ حکم دیا تھا کہ چونکہ یہ حملہ اتنا بڑا ہے کہ تم اسے روک نہیں سکو گے۔ اس لیے بیس میل پیچھے ہٹ جاؤ اور نہر پر مورچہ بندی کر کے اسے روکنے کی کوشش کرو مگر اس بہادر احمدی بریگیڈیر عبدالعلی ملک نے کہا۔

"اگر میں نے ایسا کیا تو سیالکوٹ کے اہم ترین ضلع پر دشمن کا قبضہ ہو جائے گا اس لیے مجھے اجازت دی جائے کہ میں دشمن کی اس یلغار سے چونڈہ ہی میں نمٹنے کی کوشش کروں۔"

نہر کے پیچھے جا کر لڑنے کی راہ میں ایک اور مشکل یہ حائل تھی کہ جو فوج تیس میل لمبے محاذ پر لڑنے میں دقت محسوس کر رہی تھی اس فوج کو ستر" میل لمبے محاذ پر پھیلا دینے سے اس دفاع کی کڑی کو مزید کمزور کر دینے والی بات تھی۔ جب احمدیت کے اس مایہ ناز سپوت کو دشمن کو چونڈہ میں ہی نمٹنے کی اجازت مل گئی تو اس مردِ مومن نے دشمن پر اس جرأت اور مردانہ وار بہادری سے حملے کیے کہ بھارت کی مایہ ناز افواج اور فخرِ ہند نامی ٹینکوں کی ڈویژن جس کے ٹینکوں کا نام ہی

BLACK ELEPHENT

رکھا گیا تھا اس کے دانت کھٹے کر دیئے اور اپنے سے کئی گنا تعداد میں ہونے کے باوجود بھارتی افواج چونڈہ میں ایک قدم آگے نہ بڑھ سکیں۔ اس جرأت بہادری، شجاعت اور جذبۂ حریت اور جیالے پن کے اعتراف کے طور پر بریگیڈیر عبدالعلی ملک کو بہادری کا دوسرا اعلیٰ ترین اعزاز ہلالِ جرأت دیا گیا۔

چونڈہ کے ہیرو لیفٹیننٹ جنرل ملک عبدالعلی صاحب کے بے مثال اور عہد آفریں کارنامہ شجاعت پر تو اپنے ہی نہیں بیگانے بھی عش عش کر اٹھے اور ان کی مجاہدانہ خدمات پر زبردست خراج تحسین پیش کیا گیا۔

لیفٹیننٹ جنرل اختر حسین ملک کی وفات پر روزنامہ امروز نے اپنے کالم پس منظر میں جہاں جنرل اختر ملک مرحوم کی خدمات کو سراہا اور خراج تحسین پیش کیا وہاں ان کے چھوٹے بھائی میجر جنرل عبدالعلی ملک کی خدمات کا تذکرہ درج ذیل الفاظ میں کیا۔

میجر جنرل عبدالعلی ملک ان کے چھوٹے بھائی ہیں۔ انہوں نے چونڈہ کے محاذ پر ٹینکوں کی عظیم جنگ میں پاکستانی فوج کی کمان کی اور ایسے کارنامے سرانجام دیئے کہ تاریخ حرب کے ماہرین حیران و ششدر رہ گئے۔ اس وقت موصوف بریگیڈیر تھے۔ انہیں بھی بڑے بھائی کی طرح ہلال جرأت کا اعزاز ملا۔ (روزنامہ امروز ص۳ ۲۳ اگست ۱۹۶۹ء)

روزنامہ نوائے وقت نے ڈان کے نامہ نگار کے حوالے سے چونڈہ محاذ پر پاکستانی افواج کی بہادری اور شجاعت کو سراہتے ہوئے لکھا:۔

ضلع سیالکوٹ کے ایک چھوٹے سے قصبہ چونڈہ کا شمار تاریخ حریت پاکستان کے ضمن میں ان یادگار مقامات میں ہو گا جس کے مضافات میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پاکستان کی آزادی و سلامتی پر حملہ آور بھارت کے خلاف ایسی ہمہ گیر جنگ لڑی گئی جس نے جنگ کا رُخ بدل دیا۔ چونڈہ کے محاذ پر پاکستانی افواج کے شیر دل جوانوں نے ایسے کارنامے سرانجام دیئے کہ مؤرخ ان کا ذکر زریں الفاظ سے کریں گے۔ پاکستانی فوجوں کی دلیری اور شجاعت نے حملہ آور بھارتی افواج کے حوصلہ پر ایسی ضرب کاری لگائی کہ اب وہ شیر دل عساکر پاکستان کا سامنا کرنے سے بھی گھبراتی ہیں۔

(نوائے وقت ۲۳ ستمبر ۱۹۶۵ء)

پاکستان کے نامور مؤرخ جناب عاشق حسین صاحب بٹالوی نے سیالکوٹ کے محاذ کا دورہ کیا اور جنرل عبدالعلی ملک سے محاذ جنگ پر ملاقات کی اور جنگ کے بارہ میں تبادلہ خیال کیا بعد میں "زیارت گاہ سیالکوٹ" کے نام سے محاذ جنگ کا آنکھوں دیکھا حال تحریر کیا:۔

"آج سیالکوٹ کے اس میلوں میل پھیلے ہوئے محاذ کا منظر اس جنگ میں ہندوستان کی سب سے بڑی شکست کا منظر ہے یہ بات میں اس لئے نہیں کہہ رہا کہ دوسری جنگ عظیم کے بعد ٹینکوں کی سب سے بڑی جنگ یہاں لڑی گئی۔ اور نہ اس لئے کہہ رہا ہوں کہ دشمن نے اپنے دو انفنٹری ڈویژن اس لڑائی میں جھونک دیئے تھے۔ اور نہ اس لئے کہہ رہا ہوں کہ اس میدان میں ہندوستانی فوج آٹھ دن تک اپنے ساتھیوں کی لاشیں اٹھاتی رہی بلکہ اس لئے کہہ رہا ہوں کہ ہمارے پاس دشمن کی وہ دستاویزیں ہیں جن میں اس نے حملہ کرنے سے پہلے اس علاقے کی لڑائی اور اپنی فتح کا خاکہ تیار کیا تھا۔ اور جو اس میدان میں دشمن کی پسپائی کے بعد ایک ہندوستانی ٹینک سے برآمد ہوا۔

ہمیں اس طویل و عریض رقبے میں سفر کرتے کرتے شام ہو گئی تھی اور میدان جنگ کے ایک نامعلوم گوشے میں ایک بے نام گاؤں کے ایک کچے مکان میں ہم ایک بریگیڈیر صاحب کے ہیڈ کوارٹر میں بیٹھے تھے صحن کے گوشے میں ایک لالٹین جل رہی تھی اور ہمارے سامنے پاکستانی فوج کا ایک ذہین اور دلیر بریگیڈیر بیٹھا تھا۔ جس نے شروع سے آخر تک اس جنگ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اپنے جوانوں کے ساتھ مل کر فتح کیا ہے اور جس کے سینے پر ہلال جرأت کا اعزاز چمک رہا تھا.....

... آج چونڈہ اور پھلورا کا علاقہ ہندوستانی ٹینکوں کا قبرستان ہے اور سب سے دلچسپ بات یہ ہے کہ اس محاذ پر جنرل چودھری کی اپنی رجمنٹ سولہویں کیولری کو سب سے زیادہ نقصان پہنچا۔

..... چونڈہ کا محاذ بھی میلوں تک پھیلا ہوا ہے اس کے ایک طرف بھیسوراں گاؤں ہے۔ دوسری طرف برتر ڈوگراں۔ بیچ میں چونڈے کا قصبہ ریلوے اسٹیشن اور ریلوے لائن ہے۔ دشمن نے چونڈہ پر بارہ مرتبہ حملہ کیا۔ ٹینکوں کی یلغار کی۔ توپوں کے ہزاروں گولے چلائے۔ ان میں ۲۵ پونڈ سے لے کر ۲۰۰ پونڈ تک گولہ پھینکنے والی ہر مورچے کی میدانی توپیں شامل تھیں دشمن کا ریلا ناکام واپس لوٹ جاتا۔ پاکستانی فوج سے ہندوستانی فوج کم از کم پانچ گنا زیادہ تھی۔ اور دشمن کی خواہش تھی کہ کسی طرح کسی قیمت پر چونڈہ کے ریلوے اسٹیشن پر قبضہ کر کے چونڈہ پسرور لائن کو توڑ ڈالے۔ اس ساری لڑائی کے دوران ایک مرتبہ دشمن کی ایک کمپنی ریلوے لائن کو عبور کر کے چونڈہ کے ریلوے اسٹیشن تک پہنچ گئی اور ایک عمارت پر قبضہ بھی کر لیا مگر ان کے پیچھے آنے والے ہندوستانی دستے کا صفایا کر دیا گیا اور چونڈہ ریلوے اسٹیشن کی اس عمارت میں پچاس ہندوستانی اسی پاکستانی میجر کی کمپنی نے گرفتار کر لئے۔"

(ہفت روزہ "لاہور" لاہور ۱۱ اکتوبر ۱۹۶۵ء)

رائٹر کے نمائندہ خصوصی رونلڈ بیچر جس نے دیگر غیر ملکی نامہ نگاروں کے ساتھ چونڈہ کے محاذ کا دورہ کیا۔ اس محاذ کے حالات بیان کرتے ہوئے لکھا:۔

جب ہمیں ٹینکوں کی تاریخی لڑائی کے محل وقوع پر لے جایا گیا تو سورج نصف النہار پر تھا اور چلچلاتی دھوپ میں بھارتی ٹینکوں کے کمانڈروں کی لاشیں جوں کی توں گھومنے والے برجوں میں پڑی تھیں اور ان پر گدھ منڈلا رہے تھے۔ ہم نے جدھر بھی نظر دوڑائی۔ ہمیں بھارتی فوج کے ٹینک کھیتوں میں جا بجا کھڑے ہوئے دکھائی دیئے جو بالکل بیکار ہو چکے تھے۔ اور جو کبھی بھارتی فوج کی مشہور بکتر بند ۱۷ پونا ہارس کے ناقابل تسخیر سنچورین ٹینک کہلاتے تھے۔

یہ تھا سیالکوٹ کے محاذ کا منظر فائر بند ہو جانے کے بعد جو ہمیں پاکستانی فوجی حکام نے کل وہاں لے جا کر دکھایا۔ ٹینکوں کی مہیب ترین لڑائی کے اس محل وقوع پر خاص طور پر قابل ذکر بات یہ تھی کہ وہاں کی فضا بھارتی لاشوں کی عفونت سے ناقابل برداشت ہو رہی تھی..... یہ ہولناک منظر اس جگہ کا تھا۔ جہاں برطانوی حکمرانوں کی ٹریننگ پانے والی فوج کے دو حصوں میں جو بھارتی اور پاکستانی فوج میں بٹ چکی تھی۔ گھمسان کا رن پڑا تھا۔

اس جگہ کو دیکھ کر صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ پاکستان میں گھس آنیوالے بھارتی بکتر بند حملہ آور ٹینک انفنٹری اور توپ خانے کا پاکستانی فوج کے ہاتھوں کیا حشر ہوا اور پاکستانی فوج نے کس بہادری سے حملہ آور کو شکست فاش دی۔

(روزنامہ نوائے وقت ۲۵ ستمبر ۱۹۶۵ء)

چونڈہ کے اس محاذ پر بھارتی فوجوں اور ٹینکوں کی تعداد کا ذکر کرتے ہوئے لیفٹیننٹ جنرل بختیار رانا نے اخباری نمائندوں کو بتایا۔

بھارتی فوج کی تعداد بے کم و کاست تیس ہزار تھی اور ان کا فرسٹ آرمرڈ ڈویژن ان سنچورین ٹینکوں سے مسلح تھا جنہیں وہ کالے ہاتھی BLACK ELEPHANT کہتے ہیں۔ اس بکتر بند ڈویژن کے علاوہ بھارت کا چھٹا انفنٹری ڈویژن چودھواں انفنٹری اور چھٹا پہاڑی توپ خانہ ڈویژن بھی پاکستانی مدافعتی فوج کے مقابلے میں تھا اور بھارت کے اس سارے لاؤ لشکر کے مقابلے میں پاکستانی فوج کی تعداد محض ایک تہائی تھی۔ کیونکہ پاکستانی فوج محض ایک ری انفورسڈ آرمرڈ بریگیڈ اور ایک انفنٹری ڈویژن پر مشتمل تھی۔

(روزنامہ نوائے وقت ۲۵ ستمبر ۱۹۶۵ء)

جنرل عبدالعلی ملک کی بہادری شجاعت اور سبالت پر ملک کے شاعروں نے اشعار میں خراج تحسین پیش کیا۔ ذیل میں ایک شاعر نے رزمیہ اشعار کہے۔

کر رہا تھا غازیوں کی جب کماں عبدالعلی
تھا صفوں میں مثل طوفان رواں عبدالعلی
ہند کا وہ آتشیں طوفاں مقابل آ گیا
ٹینک یوں گرتے گئے دشمن کے جیسے خشک پات
جب ہوئی تاریخ کی سب سے بڑی ٹینکوں کی جنگ
فتح پائی غازیوں نے کس طرح دنیا ہے دنگ
یہ جگہ یہ دن یہ ساعت عالمی تاریخ میں
ثبت ہے اب درحقیقت عالمی تاریخ میں

("معرکہ حق و باطل" صفحہ ۷۳ از حضرت الحاج مولانا عرفان رشدی۔ داعی مجلس علماء پاکستان)

پاکستان کی جنگوں میں احمدی نوجوانوں نے اپنا تن من دھن سب کچھ پاکستان کی سرحدوں کی خاطر پیش کر دیا اور کئی نوجوانوں نے وطن کی حفاظت کا مقدس فریضہ انجام دیتے ہوئے جام شہادت نوش کیا۔ میجر منیر احمد میجر قاضی بشیر اور سکوڈرن لیڈر خلیفہ منیر الدین اور لیفٹیننٹ خالد کرک اور کئی دوسرے احمدی نوجوانوں نے اپنی جانیں مقدس وطن پر نثار کر دیں۔

حصول پاکستان کی جدوجہد میں جماعت احمدیہ نے دامے درمے قدمے سخنے حصہ لیا اور جماعت احمدیہ وہ واحد مذہبی جماعت ہے جس نے قیام پاکستان اور استحکام پاکستان کے لئے اپنی تمام صلاحیتیں وقف کر دیں۔ باوجود مخالفت کے جماعت احمدیہ پاکستان کی حفاظت اپنا اولین فریضہ سمجھتی ہے اور پاکستان کے اندرونی اور بیرونی دشمنوں کا مقابلہ کرتی رہے گی۔

حضرت امام جماعت احمدیہ مرزا بشیر الدین محمود احمد نے جماعت احمدیہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:۔

"اپنے ملک کی سچی خدمت کرنے کی راہ میں اس امر کو کبھی روک نہ بناؤ کہ ہماری مخالفت بہت ہوتی ہے۔ جب ہم یہ جانتے ہیں کہ فرقہ وارانہ جذبات کو بھڑکا کر ہماری مخالفت کرنے والے ملک کے دشمن ہیں اور دوسری طرف ہم سمجھتے ہیں کہ ہم ہی ملک کے حقیقی خیر خواہ اور وفادار ہیں تو خود اندازہ لگاؤ کہ اس مخالفت کے نتیجہ میں ہمیں ملک کی خدمت میں کمزور ہونا چاہیئے یا پہلے سے بڑھ کر اس میں حصہ لینا چاہیئے۔ جس چیز کے لئے سچی محبت اور ہمدردی ہوتی ہے۔ اسے خطرے میں دیکھ کر تو قربانی کا جذبہ تیز ہوا کرتا ہے نہ کہ کم۔"

(الفضل ۴ نومبر ۱۹۵۲ء صفحہ ۳)

فری گفٹ سکیم

عید سعید کے اس پُر مسرت موقع پر ہم اپنے قارئین احباب کی خدمت میں عید مبارک پیش کرتے ہوئے ایک گفٹ سکیم شروع کر رہے ہیں

عید کے پُر مسرت موقع پر رنگین فلم کی ڈویلپنگ، پرنٹنگ ایک ساتھ کروانے پر
(ایک عدد گھڑی فری)
نیز سٹوڈیو میں کلر تصویر صرف ۱۰ روپے میں بنوائیں۔

منجانب **رینبو کلر سٹوڈیو** اقصیٰ روڈ ربوہ

آج کے دن اس عہد کو تازہ کریں

ہم قربانیاں دیتے چلے جائیں گے

عید الاضحیہ کے مبارک موقعہ پر اہل ربوہ کی خدمت میں

نئے ڈیزائن اور خوبصورت نیلے کلر میں بالکل نئی کرسیاں آ گئی ہیں۔

نیا اور عمدہ سامان آپ کی تقاریب کی رونق کو چار چاند لگا دے گا

عید مبارک

آپ کے خدمت گزار
تفریحی نمبر کے ساتھی

شاہ جی ٹینٹ سروس۔
اقصیٰ چوک
کالج روڈ۔ لاہور

ہم اپنے کرم فرماؤں کی خدمت میں اس پُر سعید موقع پر

عید مبارک پیش کرتے ہیں

منجانب **میاں نسیم احمد طاہر گولڈ سمتھ**
سراج مارکیٹ
اقصیٰ روڈ ربوہ

امریکہ، سویڈن، ناروے، آسٹریلیا، لندن، جرمنی، ڈنمارک۔ الغرض دنیا کے کسی بھی ملک جانے والے حضرات کے لیے۔

ایک اور پیش رفت

ہوائی جہاز میں سفر کی بہترین سہولت حاصل کرنے کے لیے اور ٹکٹ کے حصول میں آسانی کے لیے ہماری خدمات حاصل کریں

بکنگ اور دیگر امور کے لیے آپ کا منتظر

عبد المصور
سکائی سٹار ٹریولز گورنمنٹ لائسنس ۲۲۵
سید موج دریا روڈ (ایڈورڈ روڈ) بالمقابل پوسٹ آفس فلیٹس نزد اے جی آفس لاہور

عید الاضحیٰ کے موقعہ پر اہلِ ربوہ کے لیے

پہلی بار — انوکھی پیشکش

لذت اور ذائقے کا لطف دوبالا کرنے کیلئے

سٹیم روسٹ ران

آپ قربانی کے جانور کی ران ہمارے پاس لائیے ہم اسے لذتوں سے بھر دیں گے۔
(ریٹ ۱۵ روپے فی کلو)

نیز چرغہ اور مرغ کڑاہی حسب سابق آپ کی خدمت میں حاضر ہیں۔

لذیذ چرغہ ہاؤس

فضل الٰہی مارکیٹ کالج روڈ ربوہ
پروپرائٹر چوہدری محمد سلیم

کرم فرماؤں کی خدمت میں

عید مبارک

عید کی سپیشل سیل۔ بچوں کے گارمنٹس، لیڈیز گارمنٹس
سکول یونیفارم، خاکی پینٹس، کھلونے سامان منیاری ہوزری، چوڑیاں
سامان آرائش و زیبائش پرفیومز۔ کراکری، سامان سٹیشنری

کیش اینڈ کیری شاپنگ سنٹر
راجہ مارکیٹ ربوہ
پروپرائٹر۔
(لیئق میر اینڈ برادرز)